کتاب سازی کی فضا میں تصنیف

مولانا محمد ازہر

موجودہ دور میں طباعت واشاعت کی جدید اور روز افزوں سہولتوں نے تصنیف و تالیف کے محنت طلب اور گوشہ نشینی کے مقتضی کام کو بھی تہ وبالا کر دیا ہے۔ نوخیز مؤلفین کی ''گرانقدر تالیفات'' اتنی سرعت سے منظر عام پر آ رہی ہیں کہ مطالعہ کرنے والے حیران و پریشان ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان نئی تالیفات میں بہت کم ایسی کتابیں نظر سے گزرتی ہیں، جن میں کسی اہم موضوع پر تحقیقی انداز میں خامہ فرسائی کی گئی ہو یا وہ تصنیف اہل ادب اور اربابِ ذوق کی نظر میں قدر و قیمت کی حامل ہو۔ ہمارے ایک عزیز نے اس طرح کے عمل کو تالیف کی بجائے ''کتاب سازی'' کا نام دیا ہے، یعنی پندرہ بیس کتابوں کی کسی ایک موضوع پر عبارتیں لے کر نئی کتاب تیار کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائیں ایسے تالیفاتی اداروں کو جو دھڑا دھڑ ایسی کتابیں شائع کیے جا رہے ہیں اور بعض تالیفاتی ادارے تو اس فن میں ایسے طاق ہو گئے ہیں کہ اپنی ہی مطبوعات کی ''ری سائیکلنگ'' کر کے ''تحقیق و تدقیق'' کے ''نادر نمونے'' منصۂ شہود پر لے آتے ہیں۔ تاہم ''کتاب سازی'' کے اس دور میں کبھی کبھی کوئی تصنیف نسیم صبح کے خوشگوار جھونکے کی طرح دل ودماغ کو معطر کر دیتی ہے۔ اسی طرح کی ایک تالیف ''سیّدی وَ اَبِی'' کے عنوان سے بنتِ امیر شریعت سیدہ اُم کفیل بخاری کے قلم سے منظر عام پر آئی ہے۔

جس عظیم ہستی کے نقوشِ حیات کو اس کتاب کا موضوع بنایا گیا ہے، اسے دنیا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے نام سے جانتی ہے۔ سید الاحرار حضرت شاہ صاحب اس قافلۂ حق کے حدی خواں تھے جس کے عام رضا کار بھی ہمت وشجاعت اور ایثار واخلاص کی دولت سے مالا مال تھے۔ حضرت امیر شریعت کی ولولہ انگیز اور مجاہدانہ قیادت کا یہ اعجاز تھا کہ احرار رضا کار اُن پر اپنی جان نچھاور کرتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت امیر شریعت کی قیادت، سیادت اور سیاست منافقت سے پاک تھی۔ ان کا قول وعمل اور ظاہر وباطن تضاد سے پاک اور خلوت وجلوت یکساں تھی۔ جس شخص نے جس زاویے سے بھی شاہ جی کو آزمایا انھیں زر خالص پایا۔

''نمونۂ اسلاف'' کی ترکیب اب پامال ہو کر بے معنی ہو گئی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت شاہ جی، شانِ

استغناء، غیرت وحمیت، فقر ودرویشی، خوردنوازی، بندہ پروری، صبر واستقامت، قربانی وعزیمت، اوصاف واخلاق حسنہ اور دیگر بے شمار کمالات ومحاسن میں علمائے ربانیین اور اسلافِ امت کا کامل نمونہ اور عکس جمیل تھے۔ انھوں نے اپنے روحانی و نسبی آباء واجداد کی روایات کو تازہ کرتے ہوئے خانقاہوں سے نکل کر رسمِ شبیری ادا کی۔

آپ نے جس وقت سیاست وقیادت کی وادیٔ خارزار میں قدم رکھا، اس وقت برصغیر پر فرنگیوں کے منحوس سائے چھا چکے تھے، چنانچہ حضرت امیر شریعت نے بطل حریت اور نشانِ غیرت وحمیت بن کر فرنگی اور اس کے گماشتوں سے نفرت اور ان کے تعاقب کو زندگی کا نصب العین بنایا۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

''میری زندگی کے دو ہی مشن ہیں اوّل انگریز کی حکومت ہندوستان سے ختم ہو جائے یا میں اس کے خلاف تبلیغ کرتے کرتے تختۂ دار پر لٹکا دیا جاؤں۔''

حضرت امیر شریعت کی مجاہدانہ زندگی کا دوسرا عظیم کارنامہ فتنۂ قادیانیت کا استیصال وتعاقب ہے، جس کے لیے آپ نے اپنی زندگی کی تمام توانائیاں صرف کر دیں۔ انگریزوں نے سازش کے تحت اس فتنے کو پروان چڑھانا چاہا مگر علمائے حق کی بے لوث قربانیوں نے اس کے آگے بند باندھ دیا۔ حضرت امیر شریعت عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کی سرکوبی کے لیے جس قلندرانہ اور مجاہدانہ انداز میں میدانِ عمل میں آئے، اس نے محدثِ عصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری جیسے یگانۂ روزگار اور عبقری شخص کو پانچ سو جیّد علمائے کرام سمیت آپ کے دستِ حق پرست پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی بیعت کے لیے انگیخت کیا، جو آپ کے ایثار واخلاص، عزم وہمت اور سیاست وقیادت کی کھلی دلیل ہے۔ وہ ایک سچے عاشقِ رسول تھے۔ محبت وعشق کی سرشاری نے انھیں عقیدۂ ختم نبوت کا عظیم مجاہد بلکہ امیر المجاہدین بنا دیا۔

برصغیر کی تحریک آزادی میں آپ کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ بڑے سے بڑا متعصب مؤرخ بھی سامراج کے خلاف آپ کی قلندرانہ جدوجہد اور شعلہ بار خطابت سے صرفِ نظر نہیں کر سکتا۔ وہ برصغیر کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گے اور مرورِ زمانہ سے ان کے اوصاف وکمالات مزید اجاگر ہوں گے۔

یہ چند جملے بنت امیر شریعت سیدہ اُم کفیل بخاری کی تالیف ''سیّدی وَ اَبِی'' کے مطالعہ سے بے ساختہ نوکِ قلم پر آ گئے۔ ''سیّدی وَ اَبِی'' حضرت امیر شریعت کے سوانح وافکار اور جیل سے بیٹی (سیدہ اُم کفیل) کے نام لکھے گئے خطوط پر مشتمل ہے۔ کل ۲۳ مکتوب ہیں جو تمام غیر مطبوعہ موجود ہیں اور پہلی مرتبہ شائع ہوئے ہیں۔ میرے لیے اس کتاب پر نقد ونظر تو کجا تبصرہ وتعارف بھی بہت مشکل ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ حضرت امیر شریعت پر اب تک جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں اس کتاب کا اسلوبِ بیان، طرزِ ادا اور رنگ وآہنگ جداگانہ ہے۔ تصنع، آورد اور طوالت سے پاک ہے اور ایک بڑا امتیاز یہ ہے کہ اس میں تحریر کردہ واقعات وحالات کے مستند اور صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس لیے کہ یہ بخاری کی بیٹی کی روایت ہے اور متصل ہے۔

معروف معنوں میں سوانح نہ ہونے کے باوجود اس کتاب میں حضرت امیر شریعت کے آباء واجداد اور اساتذہ ومشائخ کا ضروری تذکرہ، خاندانی پس منظر، انفرادی واجتماعی زندگی کے نقوش، اندازِ تعلیم وتربیت، احباب ومعاصرین اور حضرت شاہ جی کی مجاہدانہ زندگی کے ایمان افروز ودلربا واقعات کے علاوہ تحریک آزادیٔ وطن میں علمائے حق اور مجلس احرار اسلام کی خدمات اور قربانیوں کا بھی جامع ذکر کیا گیا ہے۔ دورانِ مطالعہ بعض مقامات پر مجھ جیسا سنگ دل بھی آبدیدہ ہوگیا۔ بالخصوص حضرت امیر شریعت کے آخری لمحات کا تذکرہ نہایت سادہ الفاظ میں پرتاثر اور رقت انگیز ہے۔ جب فرطِ جذبات میں حکیم عطاء اللہ خان مرحوم کی زبان سے بے ساختہ یہ جملہ نکل گیا تھا کہ ''شاہ جی شریعت یتیم ہوگئی'' اس پر شاہ جی کے بڑے فرزند حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے کہا ''نہ حکیم صاحب ایسے نہ کہیں۔ شریعت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی یتیم نہیں ہوئی۔'' یہ حضرت امیر شریعت کی تربیت اور علم دین کا فیض تھا کہ اس غم ناک اور دردناک موقع پر بھی ان کے بیٹے نے ایک جذباتی فقرے کی تصحیح ضروری سمجھی۔

اس کتاب کو بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان نے شائع کیا ہے۔ توقع ہے کہ یہ کتاب اسلاف سے محبت اور خاندان امیر شریعت سے عقیدت رکھنے والوں کے ذوقِ مطالعہ کے لیے تسکین بخش ہوگی۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک وپرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501